سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

خوف خدا' احساس جوابدہی اور احوال آخرت

نحمدہٗ و نصلی علی رسوله الکریم فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم .
واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهویٰ فان الجنة هی الماویٰ (آیت ۲۶ سورۃ النزعٰت)
ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے نفس کو خواہش سے' پس جنت ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

مخدوم کائنات: محترم حضرات۔ اللہ جل جلالہ نے یہ دنیا اور اس میں یہ تمام کائنات آسمان' زمین' دریا' پہاڑ' مختلف انواع واقسام کی غذائیں غرض ہر چیز انسان کے لئے پیدا فرمائی۔ یہ انسان کے خادم اور انسان ان کا مخدوم ہے' زندگی کے مراحل میں ان نعمتوں میں تمام حلال وجائز اشیاء کو انسان اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرسکتا ہے' لیکن ان کو تخلیق انسانیت کا مقصد سمجھنا نہیں بلکہ انسانوں کو عالم وجود میں لانے کی غرض خود پیدا کرنے والے یعنی اللہ نے متعین کردیا کہ میں نے انسان وجنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ جن عبادات وماموارت کو کرنے کا حکم دیا ان پر عمل کرنا اور جہاں گناہوں سے احتراز کا حکم دیا ان سے بچنا ہے' یہ تو ہر ذی عقل وشعور جانتا ہے کہ کوئی انسان فاتر العقل کیوں نہ ہو کوئی حرکت اور کام بغیر کسی مقصد نہیں کرتا وہ الگ بات ہے کہ کسی کا مقصد شریعت کے مطابق اور کسی کی غرض بے دینی اور گناہ کا ارتکاب ہوگا' جب انسان جس کی عقل ودانش کوتاہ ہو وہ بھی بغیر کسی خاص مقصد کے کوئی کام نہیں کرتا تو وہ ذات بالا وبرتر جو تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے اس کے بارہ میں یہ رائے کیسے قائم کی جاسکتی ہے کہ اس نے اس وسیع وعریض عالم اور تخلیق انسانیت بلاغرض کی ہو۔ ارشاد ربانی ہے: افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لاترجعون ترجمہ: کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس واپس نہ آؤ گے۔

غرض تخلیق: بدقسمتی سے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارا اس دنیا میں آنا امر اتفاقی اور بلا مقصد نہیں۔ غرض کی تعین بھی پیدا کرنے والے نے خود کردی اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اس دار فانی میں ہر کئے ہوئے عمل کے لئے ایک مقررہ روز اللہ کے حضور پیش ہوکر جواب بھی دینا ہے۔ اپنی ایک ایک حرکت کے حساب کو بیباک کر کے نجات وفلاح کا حاصل کرنا ممکن ہے۔ اس کامل ومکمل عقیدہ پر ایمان لاتے ہوئے پھر بھی صبح وشام گناہوں کی دلدل میں پھنستے جارہے ہیں۔ نہ قرآن وحدیث کے واضح احکامات کی فکر اور نہ واعظ وناصح کی وعظ ونصیحت کا کوئی اثر۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف

انسان نہیں بلکہ ہر مخلوق کو اپنی عبادت وطاعت کے لئے پیدا فرمایا۔ سورج' چاند' زمین' آسمان' پہاڑ' دریا وسمندر وغیرہ ہر ایک کو رب العزت کی طرف سے اپنی اپنی ڈیوٹی وذمہ داری سونپ دی گئی' بلاچوں وچرا اپنی ڈیوٹی کو سرانجام دینا ہر مخلوق کی عبادت ہے' جبکہ انسان جس کو اللہ نے اشرف المخلوقات کا مقام ودرجہ دے کر تمام مخلوقات کو اس کے لئے مسخر بنانے کے بعد اسکی خدمت پر مامور کردی گئی۔

اشرف المخلوقات کے فضائل اور ذمہ داریاں: یہ انسانی مخلوق جس کے ساتھ اللہ کی خصوصی محبت تھی اسی محبت ہی کا نتیجہ دیکھئے کہ اسے خلیفہ اللہ فی الارض اور ولقد کرمنا بنی آدم کے مناصب جلیلہ پر فائز فرمایا۔ جب انسان کو عظمت وفضیلت کا اتنا بڑا درجہ دیا گیا' تو اب اس کو جو ڈیوٹی دی گئی' وہ بھی اور مخلوقات کے ذمہ لگائی گئی' ذمہ داریوں سے اعلیٰ ارفع' انوکھی اور بہتر ہونی چاہیے' بے شمار ایسے کمالات وصلاحیتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مالا مال فرمایا دیگر مخلوقات ان سے محروم ہیں۔

جواب دہی کا احساس: رب کائنات کے ان خصوصی انعامات اور امتیازی نوازشات کا تقاضا اور فرض منصبی یہ ہونا چاہیے کہ جو ڈیوٹی مالک الملک نے انسان کے ذمہ لگائی ہے بلا کسی حیل وحجت کے اسکی ادائیگی میں مصروف رہ کر ہر وقت دل میں یہ خوف مستحضر رہے کہ میرے ہر قول وفعل کا ایک دن آقا ومالک کی خدمت میں جب پیشی ہوگی جواب دینا ہوگا' اور یہ تب ہوگا جب انسان ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے مطابق کرے اور نفس کی خواہشات کو اللہ کے احکامات کے مقابلہ میں کچل کر اپنے خواہشات کو اللہ کی خواہشات کے تابع کردے' اسی نفس کے کچلنے کا نام بالفاظ دیگر عبادت واطاعت ربانی ہے' جس کے لئے مالک کل نے اولاد آدم کو اس دنیا میں بھیجا لیکن شرط یہ ہے کہ تمام عبادات اخلاص سے کی جائیں کیونکہ اخلاص کے بغیر عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے جسد بلا روح' نہ ان کو صحیح وحقیقی عبادات میں شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ ملتا ہے۔

انسان اور حیوان میں امتیازی فرق اب انسان کا مقام بھی تمام مخلوقات میں افضل' اشرف تو مقصد پیدائش بھی دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں اعلیٰ ارفع' پیدائش انسانی کا غرض زیادہ کھانا وکمانا اور اقتدار کا حاصل کرنا نہیں ورنہ اس قسم کے کئی اغراض پر ہم سے زیادہ بہائم وجانور عمل پیرا ہیں۔ جانور بھی کھاتے ہیں اور ہم سے زیادہ کھاتے ہیں' انسان جیسے عظیم چیز پر ایسے معمولی اور حقیر مقصد کا مرتب کرنا عقل سلیم سے بعید ہے۔ عزت واقتدار کے مقصد بنانے کی بھی کوئی حیثیت ووقعت نہیں اس کا فائدہ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ آپ کو اوروں سے اچھا اور بالا سمجھیں یہ سوچ اور تصور بھی خیالی اور وہم کی حد تک ہے' یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان تمہیں اچھا اور بہتر سمجھے تو دوسرے کے تصور میں ارباب مال واقتدار کو بہتر سمجھنا یا نہ سمجھنا بھی ایک بے بنیاد چیز ہے' پھر سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ یہ دنیاوی مقاصد عارضی ہیں' یہ قبر میں ساتھ دیتے ہیں اور نہ روز محشر' نہ اس سے آگے اس سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ اصل مقصد پیدائش عبادت

ہے جو دنیا میں بھی ساتھ دے گی۔ قبر' روز محشر کا بھی ساتھی اور جنت تک پہونچانے کا بھی ذریعہ بنے گا۔ دنیا کو احادیث میں کھیتی کا نام دیا گیا۔

جیسا تخم ویسا پھل: اس کھیتی میں مقصد حیات جو کہ عبادت ہے اگر اسی کا بیج بویا تو اللہ کے حضور پیشی کے موقع پر بہترین اور خوشنما صورت میں یہی عبادات پیش ہوں گی اگر مالک کے بتائے ہوئے مقصد سے روگردانی ہو تو برے اعمال بدترین شکل میں پیش ہوکر بربادی اور خسران کا باعث بن جائیں گے' ارشاد نبویؐ ہے "الدنیا مزرعۃ الاخرہ" اس دنیا جس کے لئے ہم لوگ دین وایمان بیچنے کے لئے تیار رہتے ہیں اگر آخرت نہ ہوتی تو نہ دنیا ہوتی اور نہ دنیا کی کوئی قیمت۔ دنیا میں جیسے یہ ناممکن ہے کہ کیکر کا تخم بوکر اس سے آم وسیب پیدا ہونے کی توقع رکھنے والے کو دیوانہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی اس کھیتی میں گناہوں کا تخم بوکر جنت حاصل کرنے کی توقع رکھنے والا بھی عقل وشعور سے بالکل عاری وخالی سمجھا جائے گا۔ اس دار العمل کے تمام نیک اور پاکیزہ اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں' فرمان باری تعالیٰ ہے: **الیه یصعدا الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه** (سورۃ فاطر)

ترجمہ: اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور وہی (ذات پاک جل جلالہ) عمل صالح کو بلند فرماتے ہیں۔

دنیا دار العمل ہے: آخرت میں ان عبادات پر عمل کرنے کو جو کچھ ملے گا وہ تو اکثر و بیشتر علماء وخطباء سے سنتے رہتے ہیں' قرآن مجید اور احادیث مقدسہ کے ذخیرے ان ثمرات کے حصول سے بھرے پڑے ہیں مگر اسکے علاوہ دنیا میں بھی عمل صالح اور ایمان کی بدولت اللہ تعالیٰ بڑی بڑی نعمتوں اور اعزازات سے اپنے اس بندے کو نوازتا رہتا ہے' بدعمل کرنے والے آخرت میں اپنی سزا اور نیکوکار لوگوں کے انعامات کو دیکھ کر حسرت کرتے ہوئے چیخ کر رب کو پکاریں گے **وهم یصطرخون فیها ربنا اخرجنا نعمل صالحاً غیر الذی کنا نعمل** (سورۃ فاطر)

ترجمہ: برے عمل کرنے والے دوزخ میں شور مچاتے ہوئے کہیں گے' اے رب ہمیں اس (عذاب) سے نکال دے۔ ہم دنیا میں ابھی تک جو عمل کرتے رہے وہ چھوڑ کر نیک عمل کر کے آئیں گے ان کی آرزو تو یہ ہوگی مگر اب اس تمنا کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ دنیا جو کہ دار العمل تھا اور اب جزا وسزا ملنے کا عالم ہے' اسکے بعد تو اب عمل کرنے کا دور ختم ہوا۔ ان کے چیخنے اور چلانے کا اب نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ شنوائی ہوگی۔ اسی خواہش وارمان کی حالت میں ان کو ابدی عذاب کو بھگتنا ہوگا۔

احوال آخرت: اللہ کے حضور حاضری کے موقع پر تو حالت دنیا کے احوال سے مختلف ہوگی' یہاں کوئی بیماری' آفت اور عذاب آنے پر ایک آدمی اپنے کسی رشتہ دار' باپ' بیٹے اور دوست وغیرہ کو اپنی مدد اور تکلیف سے بچانے کے لئے بلالیتا ہے مگر روز محشر تو وہ حالت ہوگی جس کا بیان مالک الملک نے ان کلمات میں فرمایا ہے۔ **یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه لکل امری منهم یومیذٍ شان یغنیه.** ترجمہ: "قیامت کے دن بھائی

بھائی سے بیٹا باپ سے اور ماں سے' خاوند بیوی اور اولاد سے متنفر ہو کر دور بھاگے گا۔''

ہر ایک اپنے اپنے مصائب و پریشانیوں میں ایسا گرفتار ہوگا کہ دوسرے کی نہ فکر اور نہ یاد رہے گی۔ کسی کا عذاب کے خوف سے پورا بدن پسینے میں ڈوبا ہوگا کسی کا ناف اور گھٹنے تک کسی کا ایڑیوں تک۔ یہ صورتحال عمل کی کیفیت کے مطابق ہوگی۔ دنیا کے تمام رشتوں کا دارومدار نفع' طمع اور ذاتی مفادات پر قائم ہے' اگر کسی کی ذات سے فائدہ اور چیز کی توقع نہ رہے' پھر آپ اگر تلاش کریں کہ آپ کے کتنے رشتہ دار' اعزہ واقارب حقیقی اور صحیح معنوں میں آپ کے رشتہ دار ہیں ہر ایک دور رہنے کی تگ ودو میں رہتا ہے' اکثر و بیشتر رشتہ و تعلق سے بھی انکاری ہو جاتا ہے' دنیا میں ان رشتہ داریوں کیلئے کیا جتن اختیار کر کے بے پناہ مشکلات برداشت کرنے کو بھی عافیت وراحت سمجھا جاتا ہے۔ نہ نماز کا خیال نہ قرآن اور احکامات الہیٰ کی فکر' مگر جب یہی محنت و مشقت جھیلنے والا دنیا سے رخصت ہوا' چند دن رسمی غم و فراق پر رونے دھونے کے بعد سب رشتہ دار نہ صرف یہ کہ ذکر تک چھوڑ دیتے ہیں بلکہ بے وفائی کی اس حد تک پہونچ جاتے ہیں کہ مغفرۃ کی دعا کرنا بھی ترک کر دیتے ہیں۔

عالم برزخ کی بے چارگیاں: اب آگے عالم برزخ کا مرحلہ جب شروع ہو جاتا ہے۔ رشتہ ناطے رکھنے والوں کی تعاون اور عذاب قبر سے بچانے میں ان عزیزوں کا عمل دخل بالکل محال ہے بلکہ وہاں صرف وہ اعمال بچا سکیں گے جن کو اعمال حسنہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' جن سے یہ مرنے والے دنیا میں غافل رہ کر اپنے قریبی رشتہ داروں کی خوشنودی کی خاطر اپنے عیش و آرام کو چھوڑنے کے ساتھ اپنے مالک حقیقی کی ناراضگی سے بھی غافل اور بے پرواہ رہتا' اب قیامت کے تمام رشتے ختم ہو کر جن اعمال حسنہ سے انسان غافل رہا' وہی ساتھ جا کر کام آئیں گے' اسلامی احکامات تو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اس دنیا میں رہ کر اور سب سے تعلق قائم رکھ کر خدائی احکامات کی پابندی کرو۔ سب رشتوں اور تعلقات کو اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق قائم و دائم رکھنے کے ساتھ ساتھ حقیقی تعلق و رشتہ اپنے خالق سے قائم رہے' نہ ترک دنیا اور رہبانیت کی اجازت ہے کہ بیوی و اولاد و اقارب سے فرار اختیار کر کے ایک غار میں بیٹھنے کے بعد صرف عبادات میں مصروف رہے' اور نہ یہ رویہ اختیار کیا جائے کہ سیم وزر' اولاد و بیوی اور دنیا کے محبت میں اتنا ڈوب جائے کہ خدا سے غافل ہو جاؤ مسلمان اور غیر مسلم میں یہی فرق ہے' کہ مسلمان کے دل میں ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی عارضی اور جلد ختم ہونیوالی ہے' میرے ہر عمل کا ایک روز خدا کے سامنے حاضر ہو کر صفائی پیش کرنی ہوگی۔

فکر امتحان و احتساب: دنیا کی مثال آپ حضرات کے سامنے ہے تعلیمی اداروں میں ذہین اور عقل مند بچوں کو ہر وقت فکر رہتی ہے کہ مجھے ایک مقررہ وقت پر ممتحن کے سامنے پیش ہو کر اپنے تمام سال اور گزرے ہوئے دنوں کی کارکردگی کا جواب دینا ہے اسی خوف و احساس سے دن رات کو بے چین رہ کر اپنے اسباق و اعمال کو درست کرنے کی

فکر میں منہمک رہتا ہے کہ امتحان کے موقع پر ذلت و ناکامی کے داغ اور دھبے سے محفوظ رہوں جبکہ دنیا کے امتحان اور ذلت و ناکامی قیامت کے امتحان اور ذلت و ناکامی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دنیا میں رہنے والے وہ لوگ جو قیامت کے صبر آزما روز اللہ کے حضور پیشی سے بے پرواہ ہو کر دنیا کو کافروں کی طرح سب کچھ سمجھا ہوا ایسے لوگ روز قیامت اللہ کے توجہ سے محروم رہیں گے۔

بوڑھے زانی‘ جھوٹے بادشاہ اور بھوکے متکبر کی سزا: سید الرسل صلعم کا فرمان عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہؐ ثلاثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیام وفی روایتہ ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل متکبر. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ حضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام نہیں کریں گے اور نہ ان کی تعریف فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ ان کی طرف رحمت وشفقت کی نظر سے دیکھیں گے ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ زناکار جو بوڑھا ہو دوسرا بادشاہ بھی ہو اور جھوٹا بھی ہو تیسرا وہ شخص جو غربت وافلاس کے باوجود متکبر بھی ہو۔

حدیث میں جن تین گناہوں کا ذکر ہے وہ ہر حال میں جس عمر کا مسلمان ہو اس کے لئے ارتکاب کرنا مذموم حرام اور موجب عذاب ہیں لیکن یہاں ان تینوں کے عمر اور کیفیت کے پیش نظر ان معاصی کی سنگینی کئی گنا بڑھ جاتی ہے‘ سزا کی سخت ہونے کی وجہ ان شاء اللہ پھر کسی موقع پر عرض کردوں گا۔ یہاں حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان کے دل ودماغ سے روز محشر اپنے ہر قول وفعل کی جوابدہی کا خوف ختم ہو جاتا ہے تو پھر یہی انسان روحانی طور سے مسخ ہو کر حیوان سے بھی بدتر مخلوق کی صورت میں پھر نہ اپنے عمر کی رعایت اور نہ اپنے کیفیت سے شرماتا ہے۔ نفس امارہ باالسوء جس پٹری پر ڈالنا چاہے اسی پر گامزن ہو کر دردناک عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔

خوف خدا کے ثمرات: اگر خوف خدا دل میں ہو تو رب کائنات اسی خوف کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے والے اس مومن کو اذیت ناک عذاب سے نکال دینے کا حکم فرما دیتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے۔

وعن انسؓ عن النبی ﷺ قال یقول اللہ جل ذکرہ اخرجو من النار من ذکرنی یوماً اوخافنی فی مقام (رواہ الترمذی) ترجمہ: ’’حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ اور جس کا ذکر بہت عظمت والا ہے (فرشتوں سے) فرمائے گا کہ اس شخص کو جہنم سے نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھ کو یاد کیا ہو یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو‘‘

مجھ سے ڈرنے کا مطلب یہ کہ اس کے دل میں خوف ہو کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے میرے اس سے برے عمل کا جواب دینا ہوگا۔ خدا کے سامنے اور آخرت کے ڈر سے نکلا ہوا آنسو کا ایک قطرہ مسلمان کو جہنم کی بڑی سے

بڑی آگ بجھا دے گا۔ اللہ کے سامنے کا مطلب یہ کہ آدمی کو ہر وقت یہ خوف رہے کہ اللہ میرے شہ رگ سے بھی مجھ سے زیادہ قریب ہے۔ وہ مجھے اور میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے' آخرت میں تمام عمل نامے پیش کر کے ذرے ذرے کا میرا محاسبہ ہوگا۔

آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی آگ بجھا دے گا: امام احمد نے حضرت حازمؓ سے روایت نقل کیا کہ حضور کے خدمت میں جبرئیل امین ایک موقع پر تشریف لائے' وہاں ایک مسلمان اللہ کے خوف سے رو رہا تھا حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ کے سامنے حاضری کے موقع روز قیامت انسان کا سارے اعمال کا تو وزن ہوگا مگر اللہ کے سامنے پیش ہونے اور آخرت کے محاسبے کے ڈر سے رونا ایسا عمل اور اللہ کو محبوب فعل ہے کہ اسے تولا نہ جائے گا۔ بلکہ اس رونے والے کے آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی بڑی سی بڑی آگ کو بجھا دے گا۔ اللہ کے خوف سے رونے پر کتنا بڑا انعام مل رہا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہم مسلمان اس سے غافل اور اس طرف توجہ نہ دے کر گناہوں کے دلدل میں دھنسے کے ساتھ اپنی دنیا و آخرت کو خوار کرنے کے بھی درپے ہیں اور ہمیں اس تباہی و بربادی کا احساس تک نہیں ہو رہا ہے۔ حالانکہ عمل کتنا آسان کارگر اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنا کتنا عظیم کرم۔ اس فانی دنیا کے عارضی اور جلد ختم ہونے والے نقصان پر تو ہمارے آنکھوں سے آنسوؤں کے سمندر جاری ہو جاتے ہیں مگر نہ ختم ہونے والے عالم آخرت کے لازوال اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والی تباہی اور بربادی پر آنکھوں سے قطرہ آب نکلنا بھی ہم پر بار گراں بن جاتا ہے۔ جو اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل اور مومن کے نجات کا ذریعہ ہے۔

خوف خدا کے آنسو: ایک اور مقام پر رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عن عبداله ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من عبدمؤمن يخرج من عينيه دموع وان كان مثل رأس الذباب من خشية الله ثم يصيب شيأ من حروجهه الاحرمه الله على النار .

(رواہ ابن ماجہ) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود حضورؐ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ بندہ مومن جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف میں آنسو نکلیں اگر چہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں اور پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے خوبصورت چہرہ پر پہونچیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دے گا۔“

محترم حاضرین خوف خدا ہی وہ اہم گر اور ذریعہ ہے جسے مومن ہر لحظہ ملحوظ خاطر رکھ کر گناہوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اب نماز کا وقت ہو رہا ہے' ان شاء اللہ آئندہ ہفتے آسمان رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے صحابہ کرامؓ جن میں بعض کو زندگی میں ہی جنت کی بشارت مل چکی تھی اس کے باوجود انہوں نے اور صلحائے امت نے اپنی زندگیاں خوف خدا سے بھرپور انداز میں گزاریں کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔

اللہ مجھے اور آپ سب کو حقیقی معنوں میں خوف خدا سے معمور و منور زندگیاں نصیب فرمادیں۔ آمین۔